ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ

وقت 5-7 منٹ

مشکلیں کیا چیز ہیں مشکلِ کُشا کے سامنے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملك:2)

یعنی وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نظم "اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے" جناب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو سخت مالی مشکلات پر لکھ کر دی تھی۔ جس کو خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کے طفیل قبول فرما کر اُن کی تکالیف دور کر دی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنے اِس منظوم کلام کو "ہجوم مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق" کا عنوان دیا۔اِسی منظوم کلام میں یہ دو اشعار بھی ہیں۔

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران اپنی بعض نجی مشکلات کا ذکر کیا تو حضور نے دعا دی اور فرمایا یہ شعر کثرت سے پڑھا کریں:

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

(چھوٹی مگر سبق آموز بات از روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13/ستمبر 2021ء)

اِس شعر کا دوسرا مصرع آج میری تقریر کا عنوان ہے۔اوپر بیان دو اشعار کہنے کے بعد حضور علیہ السلام نے یہ اشعار لکھے۔

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

ہم دوستوں اور بہنوں کو بھی اپنی مشکلات کی دوری کی خاطر یہ نظم بالخصوص دو اشعار کثرت سے پڑھنے چاہئیں۔لیکن پڑھنے سے قبل اوپر بیان تین اشعار میں بیان نصائح کو اپنے اندر اُتارنا ہو گا۔تب مشکلات دُور ہوں گی۔ایک فارسی کا مقولہ شعر کی صورت میں ہے۔جو مصیبت میں تسکین دینے کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن سبق اور نصیحت یہی ہے کہ انسان ناامید نہ ہو۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

کہ کوئی ایسی مشکل نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے۔ آدمی کو ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔

مشکلات، کاف کی زیر کے ساتھ مُشکِل کی جمع ہے۔ جس کے معانی سخت دوبھر، دُشوار، تکلیف دہ، پیچیدہ، دُشوار، اُلجھا ہوا اور کٹھن کے ہیں۔ اور مُشکِل کُشا کے معانی حل کرنے والا، مصیبت دُور کرنے والے یا مشکل آسان کرنے والے کے ہیں۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اُس کی صفات میں شامل ہے۔

سامعین! ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر چیز مشکلات سے گزر کر ہی حاصل ہوتی ہے۔ مادّی دنیا میں سب سے پہلی مثال بچے کی پیدائش کی گھڑی سے دی جاسکتی ہے۔ جب ایک عورت زندگی اور موت کے دھارے سے گزر کر بچے کو جنتی ہے۔ حِنا یعنی مہندی بننے کے عمل کو ایک شاعر جناب سید غلام محمد مست کلکتوی نے یوں بیان کیا ہے۔

سرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہاں شاعر نے اس شعر کے ہر دو مصرعوں میں نہایت ہی لطافت سے انسان پر انفرادی حیثیت سے یا اجتماعی طور پر جماعتی حیثیت میں مشکلات اور مصائب کا ذکر کیا ہے کہ اس دنیا میں ہر وجود اپنے مخالفین کی طرف سے پیدا ہونے والی مشکلات کو برداشت کر کے ہی نکھر کر سامنے آتا ہے اور جس طرح مہندی جو پودے پر پتوں کی صورت میں ہوتی ہے، اس کو حنا بننے تک جس process سے گزرنا پڑتا ہے وہ حنا سے ہی پوچھا جاسکتا ہے۔ مہندی کے پودے کے پتوں کو جب اپنے ہاتھوں میں مسلیں تو کوئی خوشبو نہیں آتی اور نہ رنگ پیدا کرتی ہے لیکن پتھر پر جب اس کو رگڑا یا پیسا جاتا ہے تو اس کے اندر ایک نہ ختم ہونے والی خوشبو بھی آنے لگتی ہے اور رنگ بھی پیدا کرتی ہے۔ روٹی یا ترکاری چولہے کی آگ کی تمازت برداشت کر کے لذیذ اور مزیدار بنتی ہے۔

ایک دفعہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکالیف کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے سختیوں کے دن ختم کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا:

"تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کے لئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ اپنے دین اور عقیدے سے نہ پھرتا اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے مگر یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا"

(بخاری کتاب المناقب)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے انبیاء بھائیوں میں سے ایک کا ذکر فرمایا کہ اس نبی کو قوم نے مارا اور زخمی کر دیا وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا جاتا اور کہتا جاتا کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ (غالباً حضورؐ کا اشارہ اپنی طرف ہی تھا۔)

(بخاری کتاب المناقب)

اللہ تعالیٰ نے اس مخالفت، تنگی، دشواری اور تکلیفوں کے سبب ان انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو سرخرو فرمایا اور غیر معمولی ترقیات سے نوازا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ سختی اور تلخی کے بعد اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے۔ سونا بھٹی سے گزر کر ہی کُندن بن کر خوبصورت زیورات کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ہیرا تراشے جانے کے بعد ہی چمک دکھلاتا اور کسی کی انگشتری کی زینت بنتا ہے۔ ہم سن آئے ہیں کہ ایک عورت کی گود مشکل اور کٹھن مرحلہ سے گزر کر ہی اولاد سے ہری ہوتی ہے۔ ایک طالب علم اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈال کر ہی سالانہ امتحان میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس اصول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے، جیسے فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (الم نشرح :7) کہ یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش آنے والی ہے۔

پھر ایک جگہ پر فرمایا:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک:2)

ترجمہ: وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔

حضرت سفیانؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتائیں کہ اس کے بعد مجھے کسی اَور سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو یعنی میری پوری تسلّی ہو جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس بات پر پکّے ہو جاؤ اور اس ایمان باللہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہو۔

(مسلم کتاب الایمان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

کہ کسی نبی پر ایمان لانے کا مطلب ہی اپنے آپ کو خدا کے لئے فنا کر دینا ہے۔ جو تکالیف اور مشکلات کے مراحل سے گزر کر ہی حاصل ہوتا ہے۔

آئیں! دیکھتے ہیں کہ روحانی دنیا میں نیک اور روحانی بندوں کو مشکلات اور امتحان کے ذریعہ جب آزمایا گیا تو پھر ان مصائب کو برداشت کرنے کے سلسلہ میں وہ کون کون سی ترقیات، فتوحات اور انعامات سے بطور اجر نوازے گئے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتے ہیں۔ آپؑ کو کنعان کی زمین کو خیر آباد کہنا پڑا۔ ان ابتلاؤں سے ہی گزر کر آپ کو ابوالانبیاءؑ کے لقب سے پکارا گیا۔ آپؑ اور آپؑ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں اور اَسْلِمْ کے جواب میں اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہنے اور اللہ کی پوری پوری اطاعت کرنے کے عوض اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت میں عظیم نبی کا تحفہ سارے عالَ کو عطا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نہ ماننے والوں کی طرف سے مصر زمین سے دیس نکالا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے بدلے فرعون کی غرقابی کا معجزہ دکھلایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کون کون سے مظالم نہ ڈھائے گئے کہ ان کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ پر پتھر پھینکے گئے، آپؐ کے راستے پر کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ کا گلا دبایا گیا۔ آپؐ کے اوپر اونٹ کی بچہ دانی پھینکی گئی۔ آپؐ پر سڑک کا کوڑا کرکٹ بھی پھینکا گیا اور آپؐ کے صحابہ کو عرب کی تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ دہکتے کوئلوں پر کھڑا رہنے پر مجبور کیا گیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ مخالف سمت اونٹوں سے باندھ کر صحابیات کو چیر اگیا اور کئی صحابہ اور صحابیات نے جام شہادت نوش فرمایا۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی۔ کسی اور کے لئے ایسی کوشش نہیں ہوئی اور راہ مولیٰ میں جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔

(جامع ترمذی ابواب الذھد)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکّہ میں گزری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصوّر کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم واستقامت کا پتہ لگتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 516)

ان تمام اذیت ناک تکالیف کو نہایت صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے صحابہ اپنے ایمان پر استقامت دکھلاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے اور منہ پر کوئی شکایت لائے بغیر اپنے روحانی آقا ور ہنما و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو حرزِ جان بنایا۔

ان تکالیف کو برداشت کرنے کے صلہ میں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو الی دنیا تک تمام مخلوقات کے لئے رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بنا دیا گیا اور آپ کے صحابہ کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے مبارک سرٹیفیکیٹ سے نوازا گیا۔

کسریٰ ایران نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ پکڑ کر لانے کے لئے اپنا سفیر عرب بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی رات اس کے ہلاک ہونے کی خبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر مکّہ سے نہ نکالے جاتے تو اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کی نوید کیسے سنائی جاتی۔ اور اسلام آپؐ کے مختصر سے دَور میں عرب سے عجم تک نہ پھیلتا۔

آج کے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو تمام سابقہ انبیاء بالخصوص سیدنا، امامنا، آقا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں گزشتہ 137 سال سے مخالفت کا سامنا ہے۔ یہ درحقیقت اُسی مخالفت کا تسلسل ہے جو کفارِ مکّہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کی تھی۔

مولوی تاج محمد ناظم اعلیٰ ختم نبوت بلوچستان نے احمدیوں کے خلاف ایک مقدمہ میں 21 دسمبر 1985ء کو اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی عدالت میں یہ بیان ریکارڈ کروایا:
”یہ درست ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر آدمی کو آزادی ہے کہ وہ مذہب پر عمل کرے۔ میں تحفظ ختم نبوت کا ناظم اعلیٰ ہوں۔ یہ درست ہے کہ ختم نبوت نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہوا ہے کہ جس احمدی کو کلمہ لگایا ہوا دیکھے تو اسے توہین اسلام کے مرتکب ہونے کے جرم میں پکڑے اور اسی سلسلے میں ملزمان (اسیر ان کوئٹہ) کو ہم نے پکڑا۔ مجھے کسی غیر مذہب کے ہاتھ میں قرآن دیکھ کر جوش نہیں آتا البتہ اس کے سینے پر کلمہ لگا ہوا ہو تو اُس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو قانون کے حوالے کروں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی غیر مذہب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا بیج نہیں لگا سکتا۔ یہ درست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے (میں) جو آدمی نماز پڑھتا تھا، آذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جواب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں“

جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت اور تلخیوں کا دَور آج بھی جاری ہے۔ یہ مخالفت اب انفرادی نہیں رہی۔ اس میں مختلف فرقے، جمعیتیں، جماعتیں بلکہ حکومتیں بھی شامل ہوگئی ہیں۔ لیکن یہ پودا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے، جس کی حفاظت بھی خود اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے، مکھی کی طرح مسل دینے کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد پہلی بار قادیان تشریف لے گئے تو آپ نے ایک وفد بٹالہ بھجوایا تھا تا وہاں کے قبرستانوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی قبر تلاش کر سکیں مگر بسیار کوشش کے نام ونشان تک نہ ملا تھا۔ اس شخص کا جو بٹالہ اسٹیشن پر قادیان کا رُخ کرنے والوں کو روکا کرتا تھا جبکہ اس کے بالمقابل قادیان سے اٹھنے والی ایک آواز 137 سالوں میں 30 کروڑ سے بڑھ چکی ہے اور 60 کروڑ آنکھیں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور ہونے کے لئے موجود ہیں۔

1934ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید بطور انعام عطا کی جس کے ذریعہ دنیا بھر میں مشن ہاؤسز، مساجد کی تعمیر کے علاوہ مربیان کرام کی ترسیل اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کا کام جاری ہے۔

1953ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کا تحفہ جماعت کو عطا فرمایا۔ جس کے ذریعہ پاکستان میں خیبر سے کراچی تک تعلیم وتربیت، اصلاح احوال اور دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے اور خلافت رابعہ میں اس کا دائرہ کار ساری دنیا تک پھیلا دیا گیا ہے۔

1974ء کی مخالفت کی جب منصوبہ بندی مخالفین کی طرف سے ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کا تحفہ دیا۔ جس کے تحت سو سالہ جشن پوری آب وتاب کے ساتھ منایا گیا اور اسلام کی تمام دنیا بھر میں خوب تشہیر ہوئی نیز احمدی احباب کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن کی وجہ سے نہ صرف خاندان مالی لحاظ سے مضبوط ہوئے بلکہ چندوں میں بھی بہت اضافہ دیکھنے کو ملا اور جماعت مالی لحاظ سے مضبوط ہوئی۔

1984ء کی مخالفت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو مغربی دنیا میں پہنچا کر جماعت احمدیہ کے لئے ایک نئے Era کا آغاز فرمادیا اور اسلام احمدیت ایک دفعہ پھر پوری شان وشوکت کے ساتھ دنیا میں پھیلنے لگا۔ ایم ٹی اے کی نعمت جماعت کو عطا ہوئی جس سے خلیفۃ المسیح اور احباب کے درمیان رابطہ مضبوط ہوا۔ عالمی سربراہوں سے ملاقاتوں میں تیزی آئی۔ مساجد کی تعداد ہزاروں میں دیکھتے ہی دیکھتے جا پہنچی۔ مبلغین ومعلمین کا جال ساری دنیا میں پھیلا۔ جامعات بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں قائم ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کے پارلیمنٹس سے خطاب اور عالمی رہنماؤں کو امن کے پیغام بڑی تیزی سے پہنچائے جانے لگے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا۔ 1891ء میں پہلے جلسہ سالانہ میں 75 احباب نے شرکت کی اور اب 75 سے زائد ممالک میں یہ جلسے بڑی شان کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی مخالفت کرنے والے دو جابر سربراہوں میں سے بھٹو کو پھانسی اور ضیاء الحق کو طیارے کے حادثے میں پرخچے اُڑا کر عبرت کا نشان بنا دیا۔

ایسا کیوں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ لیمپ میں پانی ملے تیل سے پانی اور تیل میں بحث جاری تھی۔ پانی کہہ رہا تھا کہ میں صاف ستھرا ہوں لوگ مجھے اپنی پاکی کے لئے استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کرتے ہیں۔ تم گدلے ہو تم سے بدبو آرہی ہے پھر تم میرے سے اوپر کیوں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیل کو زبان عطا کی اور وہ یوں گویا ہوا کہ مَیں چھوٹا سا سرسوں کا بیج تھا۔ زمین پر پھینک دیا گیا کچھ میرے ساتھیوں کو چڑیا چگ گئیں۔ کسی ساتھی نے ابھی زمین سے سر نکالا ہی تھا کہ وہ تیز ہواؤں اور بارشوں کی نذر ہو گیا یا کوئی پرندہ اُسے کھا گیا۔ جو کچھ بچ گئے ان میں، مَیں بھی شامل تھا۔ سورج کی تپش میں مَیں پلا بڑھا مجھے کاٹ کر دھوپ میں ڈال دیا گیا۔ پھر کولہو میں ڈال کر پیسا گیا اور تیل کی شکل اختیار کر گیا۔ ابھی بھی مجھے چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا بلکہ مجھے آگ لگا کر جلایا جا رہا ہے۔ کیا اتنی مشکلات اور تکلیفیں اٹھانے کے بعد بھی میرا حق نہیں بنتا کہ مَیں تمہارے اوپر آؤں؟

پس اے احمدی بھائیو! تم اوپر آنے اور دنیا پر مسلّط ہونے اور حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ کچھ وقت درکار ہے، انتظار کرو، اور بس انتظار کرو اور دعائیں کرو اللہ تعالیٰ وہ دن بہت جلد لائے گا جب تمہاری حکمرانی ہوگی اور تم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح یہ کہہ رہے ہوگے کہ جو کوئی خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہوگا۔ جو فلاں کے جھنڈے تلے آیا وہ امن میں ہے۔ جس نے خلافت احمدیہ کی امان حاصل کرلی وہ امن میں ہوگا بس

تندئ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ایک فارسی مقولہ ہے:

آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا گر

کہ کُتّوں کے بھونکنے سے گداگر کے رزق میں کمی نہیں آتی۔

ہم احمدی بھی تو اللہ تعالیٰ کے در کے گداگر ہیں۔ جس طرح ایک گداگر، فقیر کسی کے گھر جاکر دھونی رما بیٹھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنے اللہ کے در کے گداگر ہو کر اس سے مانگیں، دعائیں کریں، استغفار کریں۔ اس پر توکّل کریں۔ اس پر بھروسہ کریں، اس سے کبھی نااُمید نہ ہوں۔

عدّو جب بڑھ گیا شور وفغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

اس میں دوسرا بڑا سبق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بصورت رزق میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ بلکہ جہاں انعامات میں بڑھوتی ہوگی وہاں جماعت احمدیہ بڑھے گی۔ پھیلے گی، پھولے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں روک نہیں سکتی۔

کہتے ہیں کہ فزکس کا یہ اصول ہے۔ جو Levity کا اصول کہلاتا ہے

The more you press more will rise

جتنی زور سے ربڑ کی گیند کو زمین پر پٹکو گے یہ اتنا ہی اونچا جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مشکلات اور مصائب دیکھ کر ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قائم کردہ امن وامان کی وجہ سے ”صنعاء“(یمن کا دارلخلافہ اور فیڈرل ایریا ہے) سے ”حضرِ موت“(یمن کا مشہور علاقہ) تک اکیلا شُتر سوار چلے گا۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کرے گا یعنی وہ لوگ جو اس وقت وحشی ہیں (مخالفت اور ایذاء دے رہے ہیں ان کی نسلیں) تربیت پاکر دنیا کے والی اور رکھوالے بنیں گے لیکن تم جلد بازی دکھا رہے ہو“

(بخاری کتاب المناقب)

آج بھی ہم میں سے بعض لوگ دشمنوں کی تکالیف اور مصائب اور ایذاء رسانیوں کو دیکھ کر مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس حدیث میں پیغام ہے کہ جلد بازی نہ کریں اور اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ کی صدا سننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ دعاؤں میں جُت جائیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنی کمزوریوں کو دُور کریں اور روزانہ اپنا محاسبہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو شخص چاہتا ہے کہ صحت وعافیت بھی رہے۔ مال ودولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش وعشرت کے سامان اور مالی وجانی آرام بھی ہو، کوئی ابتلاء بھی پیش نہ آوے پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جائے وہ آبلہ ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف قسم کے مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا“

ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ چپ رہے اور حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے اور تعجّب کرتے رہے جب اس شخص نے گالیاں دینے میں حدّ کردی تو ابو بکرؓ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ جس پر حضورؐ ناراضگی کے انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپؐ سنتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپؐ چلے آئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! جب تک تم خاموش رہے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے لیکن جب تم نے جواب دیا تو فرشتے جگہ چھوڑ گئے اور شیطان آگیا۔ پھر مَیں اس جگہ پر کیسے بیٹھ سکتا تھا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 796)

پس آج بھی فرشتے ہماری طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات جمعہ میں احباب کو دعاؤں کی طرف بلا رہے ہیں آپ خطبہ جمعہ 21 اگست 2020ء میں فرماتے ہیں:

”آج کل مخالفت پاکستان میں پھر زوروں پر ہے بلکہ ممبران اسمبلی بھی جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرکے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غلط طور پر ان لوگوں کی غلط حرکات کو پیش کیا جاتا ہے جن کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور پھر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ احمدی تھے حالانکہ ان کا ان حرکت کرنے والوں کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آجکل سستی شہرت کے لئے ہر گھسا پٹا انسان جو ہے وہ یوٹیوب پر جماعت کے خلاف اپنے پروگرام بنا کر اور غلط باتیں منسوب کر کے سمجھتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں حالانکہ نیک نیت نہیں ہیں وہ لوگ صرف اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شرّ ان پر الٹائے۔ ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کی جماعت کو بھی دنیا میں بھی دعائیں ہمیں بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

کہ اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بہت پڑھیں۔

ترجمہ نمبر 1۔: اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

ترجمہ نمبر 2۔: اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔

(خطبہ جمعہ 30/ مئی 2014ء)

پھر اسی مضمون کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل دو دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

پھر یہ بھی دعا پڑھیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148)

کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

(خطبہ جمعہ 31/ دسمبر 2021ء)

درود شریف بہت پڑھیں

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے ان شریروں کے شر سے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔“

روزنامہ الفضل ہر سال دسمبر کے مہینے میں کسی نہ کسی موضوع پر سالانہ نمبر نکالتی رہی ہے۔ 2016ء کو ”صبر و استقامت“ کے عنوان پر نمبر تیار ہو رہا تھا کہ حکومت کی پابندی کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا۔ مگر حضور نے اس کے لئے ایک پیغام بھجوایا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:

”دین کی خاطر صبر اور استقامت دکھانا بہت ہی بابرکت کام ہے۔ اور آج یہ وصف اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ احمدی کس قدر سختیاں محض للہ برداشت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ جب کوئی احمدی ہوتا ہے تو عزیز و اقارب اور دوست تعلقات منقطع کر لیتے ہیں۔ ماحول میں نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ملکی قوانین بھی ایسے ہیں جس میں اختلاف عقیدہ کی بناء پر ان سے اپنے ہی ملک میں امتیازی

سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا جاتا ہے اور کئی بے گناہ احمدی ابھی بھی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اب تک کون سا ظلم ہے جو احمدیوں پر ڈھایا نہیں گیا۔ جائیدادیں چھینی گئیں۔ آگیں لگائی گئیں۔ کاروبار لوٹے گئے۔ مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ کتنے ہی احمدی اپنے دین اور عقائد کی حفاظت کرتے ہوئے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ ایسے لوگ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔

یہ واقعات انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی جن میں سے نمایاں طور پر 2010ء کا وہ دکھ بھرا واقعہ ہے جب لاہور میں دو مقامات پر احمدیوں کو عین عبادت کرتے ہوئے بڑی بے دردی کے ساتھ جان سے مار دیا گیا۔ مگر اس مشکل وقت میں بھی وہاں پر موجود ہر احمدی کو وقار بن کر صبر و استقامت کا نہایت شاندار نمونہ پیش کر تا رہا۔ اس وقت ان میں سے کوئی درود شریف کا ورد کر رہا تھا تو کوئی کلمہ پڑھ رہا تھا اور کوئی اپنے ساتھی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ذرا بھر بھی ڈگمگائے نہیں اور نہ ہی ان کے قدموں میں کوئی لغزش آئی بلکہ وہ احمدیت پر اپنے ایمان کو سچا ثابت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہی وہ صبر واستقامت ہے جو خدا کے فضل سے سب دنیا میں جماعت کو کامیابیوں اور ترقیات سے ہمکنار کر رہا ہے۔ پس اے خدا کی خاطر دکھ سہنے والے وفا شعار احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم اس آسمانی نظام خلافت کے ساتھ منسلک ہو جس سے وابستگی کے نتیجے میں اللہ نے تمکنت دین اور خوفوں سے امن دلانے کے وعدے فرمائے ہیں۔ تم اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھو۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں ہر دم آپ کے ساتھ ہیں۔ عرش کا خدا آپ کی قربانیوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور وہ دن ضرور طلوع ہو گا جب آپ امن وسکون کے ساتھ اور مذہبی آزادی کے ماحول میں اپنے دین پر عمل کر سکیں گے۔"

استغاثہ اللہ تعالیٰ پر ہے

جہلم سے کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مقدمہ دائر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اب یہ ان لوگوں کی طرف سے ابتداء ہے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ ان کے مقابلہ میں کیا کیا تدابیر اختیار کرے گا۔ یہ استغاثہ ہم پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مقدمات کر کے تھکانا چاہتے ہیں۔ الہام اِنَّ اللّٰہَ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیْکَ اسی کے متعلق اجتہادی طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی الہام سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا سے معلوم ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 61-62)

سامعین! پھر یہ مضمون اتنا لطیف ہوتا جاتا ہے کہ جب ایک مؤمن مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے کا اتنا عادی ہو جاتا ہے کہ وہ آسان محسوس ہونے لگتی ہیں۔ مشہورِ زمانہ شاعر مرزا غالب نے کیا سچ کہا ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقل مندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے۔ کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گزار راہ کے لیے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 443-444)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کی مشکلات اور مصائب کو ریگستان کا سفر قرار دیا ہے جو دن کے وقت جب سورج عین سر پر ہو اور سورج کی گرمائش سے ریت بھی تپ رہی ہوتی ہے اور فضا اور ہوا بھی لُو بن کر جسم میں آگ کی کیفیت پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ اس وقت ٹھنڈا پانی آگ کی گرمائش کو ختم کرتا بلکہ موت سے بھی بچاتا ہے۔ گویا ریگستان کا سفر کرنے والا اردگرد کے ماحول کو اپنا لیتا ہے۔ دوستی کر لیتا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں بھی ایک مؤمن کو بہت سی مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ انسان کے چاروں طرف بدیوں، بُرائیوں اور گناہوں کی آگ انسان کو بھسم کرنے کے لئے تیار ملتی ہے۔ جہاں دنیا کی مشکلات ریگستان کا ایک سفر ہے اسی طرح مذہب اور دین کی عزت اور حفاظت کی خاطر جو مشکلات ایک مؤمن کو برداشت کرنا پڑتی ہیں وہ بھی ریگستان کے سفر سے کم نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہونے والے کفار کے مظالم کو دیکھیں اور آج پاکستان میں احمدیوں پر اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب اور اسلام کی خاطر یا اسلام کا نام لے کر وہی مظالم

دہرائے جاتے ہیں جو قرون اولیٰ میں مسلمانوں پر کفار کی طرف سے ڈھائے گئے اور اس میں کوئی دورائے نہیں کہ احمدی، صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح استقامت کی تصویر بنے بیٹھے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ وکلمہ اسلام کی خاطر یہ مشکلات برداشت کر رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد ان پر پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ مشہور زمانہ شاعر لبید (بن ربیعہ عامری) نے کیا ہی سچی بات کہی ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیءٍ مَا خَلَا اللہ بَاطِلُ (مسلم کتاب الشعر) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بے کار اور بے سود ہے ایک وہی سود وزیاں کا مالک ہے۔ اس مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤمِنُ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان صفحہ 753) کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے کہہ کر بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خاطر مصائب اور مشکِلات برداشت کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ: زاہد محمود)

✿✿✿✿